

رسائل و مسائل

عبداللہ بن ابی کا جنازہ

ملک غلام علی صاحب

سوال :- سورہ توبہ کی آیت ۸۴ وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا

تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۗ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَمَاتُوا وَهُمْ فَسِقُونَ ۗ

ترجمہ :- اور آئندہ ان میں سے جو کوئی مرے اس کی نماز جنازہ تم ہرگز نہ پڑھنا، اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور ۸۰ مرے ہیں اس حالت میں کہ وہ ناسق ہیں۔

اس کی تفسیر میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم تفہیم القرآن میں رقمطراز ہیں :-

”نبوک سے واپسی پر کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین مر گیا۔ اس کے بیٹے عبداللہ بن عبد اللہ جو مخلص مسلمانوں میں سے تھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کفن میں لگانے کے لئے آپ کا کرتا مانگا۔ آپ نے کمال فراخ دلی سے عطا کر دیا۔ پھر انہوں نے درخواست کی کہ آپ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ آپ اس کے لئے بھی تیار ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے باصرار عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ کیا آپ اس شخص کی نماز جنازہ پڑھیں گے جو یہ اور یہ کر چکا ہے۔ مگر حضور ان کی یہ سب باتیں سن کر مسکراتے رہے اور اپنی اس رحمت کی بنا پر جو دوست اور دشمن سب کے لئے عام تھی، آپ نے اس بدترین دشمن کے حق میں دعائے مغفرت کرنے میں تامل نہ کیا۔ آخر جب آپ نماز

پڑھانے کھڑے ہی ہو گئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اور براہ راست حکم خداوندی سے آپ کو روک دیا گیا۔ کیونکہ اب یہ مستقل پالیسی مقرر کی جا چکی تھی کہ مسلمانوں کی جماعت میں منافقین کو کسی طرح پھینپنے نہ دیا جائے۔ اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے اس گروہ کی ہمت افزائی ہوتی ہو۔“

آپ نے تفہیم القرآن کی تفسیر ملاحظہ فرمائی۔ لیکن اس کے برعکس تفسیر شبیر احمد عثمانی میں مذکور ہے کہ ”رسول اللہ نے عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ بھی پڑھائی۔ اس کے منہ میں اپنا لعاب مبارک بھی ڈالا۔ اور اس کے لئے دعائے مغفرت بھی فرمائی۔“

اسی طرح مولانا ابوالکلام آزاد ترجمان القرآن میں لکھتے ہیں کہ ”جب عبد اللہ بن ابی کا انتقال ہوا تو اس کے رٹ کے نے آپ سے درخواست کی کہ گفن کے لئے اپنا پیراہن عطا فرمائیں اور نماز جنازہ پڑھائیں۔ تو آپ نے درخواست قبول کر لی۔“

لیکن یہاں اس بات کی تفصیل نہیں ہے کہ حضور نے صرف درخواست ہی قبول فرمائی یا نماز جنازہ بھی پڑھائی۔ جبکہ مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب تو لکھتے ہیں کہ نماز پڑھائی۔ لعاب مبارک اس کے منہ میں ڈالا۔ اور دعائے مغفرت بھی فرمائی۔ اور مولانا مودودی مرحوم لکھتے ہیں کہ نماز پڑھانے کھڑے ہوئے مگر براہ راست حکم خداوندی سے آپ کو روک دیا گیا۔ اب پوچھنا آپ سے یہ ہے کہ تحقیقی بات کیا ہے کہ حضور نے عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھائی اور آئندہ کے لئے آپ کو کسی منافق کی نماز جنازہ پڑھانے سے روک دیا گیا۔ یا حضور کو نماز پڑھانے سے قبل ہی روک دیا گیا۔ اور حضور نے عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔؟

جوابیت :- زیادہ صحیح اور قوی الاسناد احادیث اس امر کی تائید کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھائی بعد میں آپ کو سورہ توبہ کی آیت ۸۴ کی رو سے منافقین کی نماز جنازہ پڑھانے سے روک دیا گیا۔ اور آپ نے آئندہ کسی ایسے منافق کا جنازہ خود نہیں پڑھا جس کا منافق ہونا بالکل واضح اور آنحضور کو معلوم تھا۔ لیکن بعض روایات ایسی بھی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ نے ابن ابی کا جنازہ نہیں پڑھا یا آپ پڑھانا چاہتے تھے مگر آپ کو بذریعہ وحی اس سے منع کر

دیا گیا۔ جن احادیث میں آنحضرتؐ سے نماز جنازہ پڑھانا مروی ہے۔ وہ بخاری مسلم اور صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ مثلاً صحیحین کی کتاب الجنائز میں متعدد ایسی احادیث ہیں۔ بخاری شریف، باب الکفن فی القیص میں حضرت ابن عمرؓ کی پہلی حدیث میں بیان ہے کہ ابن ابی کے صاحبزادے نے باپ کے مرنے پر درخواست کی کہ آپ اپنا قیص عنایت فرمائیں اور جنازہ پڑھائیں۔ آپ نے آمادگی ظاہر فرمائی تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کا جنازہ پڑھانے سے منع نہیں فرمادیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ پڑھاؤں یا نہ پڑھاؤں۔ چنانچہ آپ نے جنازہ پڑھایا اور اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ لیکن اس کے بعد اسی باب کی دوسری حدیث جو حضرت جابرؓ سے مروی ہے وہ یوں ہے:-

اخى النبى صلى الله عليه وسلم عبد الله بن ابي بعد ما دفن فآخريه

فنفنت فيه من رايقة والبسه قبيصه -

دینی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تشریف لائے جبکہ جنازہ دفن ہو چکا تھا۔ آپ نے اسے نکالا۔ اس پر اپنا لعاب مبارک ڈالا۔ اور اپنا قیص اس کے کفن سے لگا دیا۔

اس حدیث میں آنحضرتؐ سے جنازہ پڑھانا مذکور نہیں اور اس کا مذکور نہ ہونا بہت اہم اور قابل غور ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی تشریف آوری میں تاجر کے باعث جنازہ کی تدفین ہو چکی یا کم از کم اسے قبر میں اتار دیا گیا تھا کہ آپ تشریف لائے۔ نماز جنازہ دفن سے پہلے پڑھایا جا چکا ہو گا مگر آپ نے مرنے والے کے صاحبزادے اور ان کے قبیلے کی دلجوئی اور تالیف قلب کی خاطر اپنے لعاب دہن اور جامہ مبارک سے میت کو نوازا۔ یہ آنحضرتؐ کے غایت درجہ اخلاق کریمانہ اور عفو و درگزر کا اظہار تھا۔ لیکن آئندہ کیلئے آنحضرتؐ کی ذات اقدس کو اس سے روک دیا گیا کہ آپ کسی منافق کا جنازہ پڑھائیں یا اس کی قبر ہی پر دعا یا تعزیت کے لئے کھڑے ہوں۔! شارحین حدیث نے حضرت جابرؓ سے مروی اس حدیث اور دوسری احادیث میں اس طرح تطبیق دینے کی کوشش کی ہے کہ آنحضرتؐ نے جب میت کو نکلا کر غیر معمولی عنایت کا انداز اختیار فرمایا۔ تو نماز بھی پڑھائی ہوگی۔ مگر حضرت جابرؓ نے اس کا ذکر نہیں کیا اور یہ امر مستبعد معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے تشریف لانے سے پہلے جو تدفین ہو رہی تھی۔ وہ نماز جنازہ پڑھنے بغیر ہو رہی تھی۔ نماز جنازہ پہلے ہوتی ہے اور تدفین کا مرحلہ بعد میں آتا ہے۔

دوسری حدیث جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت **لَا تَصَلِّ عَلَيْهِمْ**۔ جنازہ پڑھنے سے پہلے نازل

ہو گئی تھی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر جنازہ پڑھانے سے رک گئے تھے، وہ حضرت انس سے مروی ہے۔ مجمع الزوائد، جزو ثالث، ص ۳۴۴ باب نہی عن الصلوٰۃ علی المنافقین کے تحت یہ روایت یوں درج ہے۔

عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اراد ان يصلي على عبد الله بن ابي فاخذ جبريل بثوبه - فقال لا تصلي على احد منهم ولا تقم على قبره - ساواه ابو يعلى وفيه يزيد السقاشي وفيه كلام وقد وثق -

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی کا جنازہ پڑھنے کا ارادہ فرمایا۔ تو جبریل نے آپ کا دامن پکڑا اور دسی سنائی۔ لا تصلي على احد منهم یہ روایت سند ابی یعلیٰ میں مروی ہے۔ اس کا ایک راوی یزید بن ابان رقاشی ہے جس پر بعض محدثین نے جرح کی ہے اور بعض نے اس کی توثیق کی ہے۔

اسی روایت کو امام ابن جریر نے اپنی تفسیر سورہ توبہ میں پوری سند کے ساتھ یوں بیان کیا ہے۔

حدثني احمد بن اسحاق قال حدثنا ابو احمد قال حدثنا سلمة

عن يزيد السقاشي عن انس ان

حضرت جابر سے جو روایت اور پر صحیح بخاری سے نقل کی گئی ہے وہ تھوڑے بہت لفظی اختلاف کے ساتھ سند احمد اور دوسری کتابوں میں بھی درج ہے۔ اور وہاں بھی حضرت جابر نے یہ بیان نہیں کیا کہ

نماز جنازہ آنحضرت نے پڑھائی۔ سند احمد ج ۳ صفحہ ۱۶، ۳ کی ایک روایت درج ذیل ہے۔

لما مات عبد الله بن ابي اتى ابي ابيته النبي صلى الله عليه فقال

يا رسول الله انك ان لم تاتنا لم نزل نعتي بهذا انا

النبي صلى الله عليه وسلم فوجداه قد ادخل في حفرة فقال

افلا قبل ان تدخله فاخرج من حفرة فقتل عليه من قرنه

الى قدمه والبسه قميصه -

جب عبد اللہ بن ابی مرگیا۔ تو اس کے صاحبزادے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ اگر آپ جنازہ پر تشریف نہیں لائیں گے تو ہمارے لئے یہ باعث عار ہوگا۔ پس

آنحضرت تشریف لے کر اس وقت اسے قبر میں داخل کیا جا چکا تھا۔ آپ نے فرمایا: تدفین سے پہلے مجھے کیوں نہ آجھاہ کیا؟ پھر آپ نے اسے گڑھے میں سے نکالا، اس کے سارے جسم پر لعاب ڈالا اور اپنا قمیض پہنایا۔ بہر کیف ہو سکتا ہے کہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی ہو۔ ہو سکتا ہے کہ آپ نے صرف لعاب اور قمیض عطا فرمایا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ آپ نے نماز جنازہ پڑھانے کا ارادہ فرمایا ہو۔ مگر پڑھانے سے پہلے ہی وحی نازل ہو گئی ہو۔ جیسا کہ شروع میں عرض کر دیا۔ صحیح تر احادیث میں جنازہ پڑھانے کا ذکر موجود ہے اور اس میں بھی کوئی اشکال نہیں۔ کیونکہ اس جنازے سے پہلے صرف کفار و مشرکین کے لئے دعا سے منع کیا گیا تھا جہاں تک منافقین کا تعلق ہے۔ دینی اعتبار سے یہ مسلمان معاشرے میں شامل تھے اور معاشرتی حقوق سے مسلمانوں کے مانند فائدہ اٹھا رہے تھے، اس لئے جب تک آنحضرت کو منافقین کا جنازہ پڑھنے سے قطعاً صراحت کے ساتھ نہیں روکا گیا تھا، آپ کو پڑھنے نہ پڑھنے دونوں کا اختیار تھا۔

اصل حقیقت جو لائق توجہ اور باعث عبرت ہے وہ یہ کہ ایک منافق کے حق میں اللہ کے رسول کی دعائے مغفرت بھی قابل قبول نہیں اور منافق کی قبر میں اگر خدا کے نبی کا پیر ہیں اور لعاب دہن بھی رکھ دیا جائے۔ تب بھی یہ تبرکات منافق کو دوزخ کی آگ سے نہیں بچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو گو گو شرک و نفاق کی آلودگی سے بچائے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی توفیق بخشے۔ (آیات)